قرآن واحادیث سے

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کا ثبوت



مصنف

جناب علامہ غلام یٰسین صاحب محمدی سیفی

میلاد النبی کا ثبوت

مصنف

علامہ غلام یٰسین صاحب محمدی سیفی

﴿مقدمہ﴾

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی وَ نُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم اَمَّا بَعد۔

حضرات گرامی جماعت اہلسنت کا طریقہ ہے کہ یہ حضور ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری یعنی آپ ﷺ کی ولادت شریف پر ہزاروں خوشیوں کا اظہار کرتے ہیں لیکن بعض لوگ ان پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہیں کہ یہ شرک بدعت حرام اور ناجائز ہے لیکن ان کا یہ اعتراض کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ حضور ﷺ کی تشریف آوری پر اظہار تشکر اور خوشیوں کا اظہار کرنا یہ دینی اور دنیاوی طور پر یعنی دونوں طرح ہی جائز اور صحیح ہے۔ مثلاً دیکھیں۔(۱) اگر اللہ تعالی دنیاوی طور پر کسی پر اپنا کرم فضل رحمت انعام یعنی نعمت اور مہربانی فرماتا ہے۔ یعنی کسی کو کوئی بڑی نعمت عطا فرماتا ہے۔ مثلاً بیٹا عطا فرماتا ہے یا کوئی کارخانہ فیکٹری مکان گاڑی یا کوئی اور بڑی چیز عطا فرماتا ہے یا الیکشن وغیرہ میں کامیابی عطا فرماتا ہے یا کوئی اچھے نمبروں میں پاس ہو جاتا ہے۔ یا اس کے بیٹے کی شادی ہوتی ہے۔ تو وہ اس پر ہزاروں خوشیوں کا اظہار کرتا ہے۔ مثلاً دیگیں پکواتا ہے مٹھائیاں تقسیم کرتا ہے محفلیں کراتا ہے گلی بازار اور مکان سجاتا ہے لائٹنگ کراتا ہے وغیرہ وغیرہ اور ہاں اگر وہ خود ایسا نہیں کرتا تو اس کے اپنے دوست ہی اسے کہنے لگتے ہیں کہ اب مرگیا ہے اللہ تعالی نے تجھ پر اپنا کرم فرمایا ہے۔ تجھے خوشی عطا فرمائی ہے کوئی چیز کھلا تو پھر وہ خود ہی کہتا ہے کہ جناب آپ سے کوئی چیز اچھی نہیں ہے جو کہتے ہیں کھلا دیتے ہیں تو پھر یہ ان کی دعوتیں بھی کرتا ہے دیگیں بھی پکواتا ہے مٹھائیاں بھی تقسیم کرتا ہے اور خوشیوں کا اظہار بھی کرتا ہے اور یہ ایسا کرنا تقریباً ہر شخص کے نزدیک جائز اور صحیح ہے کوئی گناہ منع یا حرام ہرگز نہیں ہے۔

۲۔ اور اب دینی یعنی شرعی طور پر دیکھیں کہ بعض مرتبہ اللہ تعالی کسی نبی یا ولی یا

کسی قوم پر اپنا کرم فضل اور رحمت فرماتا ہے۔ یعنی کوئی بڑی نعمت یا خوشی وغیرہ عطا فرماتا ہے تو وہ کھلے دل اس پر اظہار تشکر اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں بلکہ بعض مرتبہ خود اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کرم نوازی اور فضل فرما کر خود ہی اس پر خوشی کا اظہار فرماتا ہے جیسا کہ عنقریب معلوم ہو جائے گا۔ لہذا ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ کسی خاص نعمت پر خوشیوں کا اظہار کرنا یہ انبیاء کرام بلکہ خود اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور قرآن واحادیث سے کھلے لفظوں ثابت اور جائز ہے اس لئے جناب اگر جماعت اہلسنت حضور ﷺ کی آمد یعنی ولادت شریف پر اظہار تشکر اور خوشیوں کا اظہار کر لیتے ہیں تو اس میں کونسی قیامت آجاتی ہے۔ دیکھیں اللہ تعالیٰ خود ہی قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ قل بفضل اللہ وبرحمتہ الخ۔ یعنی اے محبوب تم ان کو فرمادو کہ تمھیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوشیاں مناؤ۔ (پ 11۔ ع 11۔ آ 57)

تو جناب ہم جیسے گنہگاروں اور بدکاروں کیلئے حضور ﷺ کی ذات کریمہ اللہ کے بعد سب سے بڑا اسہارا اور آسرا ہیں بلکہ دنیا اور آخرت کی تمام نعمتوں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ نعمت رحمت اور فضل ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے بعد جنت جیسی اعلیٰ نعمت سے بھی بڑھ کر اعلیٰ نعمت ہیں اس لئے جناب حضور ﷺ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کی تشریف آوری پر سرعام اظہار تشکر اور ہزاروں خوشیوں کا اظہار کیا جائے بلکہ اس میلاد النبی کے دن تو خود حضور ﷺ نے بھی روزہ رکھا ہے جس کا اصل مقصد اس ولادت شریف کے دن کی عزت اور تعظیم فرمانا ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ہے۔ (شرح صحیح مسلم ج 3 ص 184، میلاد النبی ص 133) اسی لئے تو جناب خود اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے بھی اس بات پر بیشمار خوشیوں کا اظہار فرمایا ہے جیسا کہ عنقریب قرآن واحادیث سے ثابت کیا جائے گا اور اب اس کے متعلق قرآن و

احادیث سے پیش کردہ ہمارے دلائل کو غور سے دیکھیں اور پھر خود فیصلہ کریں کہ حضور ﷺ کی آمد پر خوشیوں کا اظہار کرنے والے سچے ہیں یا اس پر کفر و شرک اور بدعت کے فتوے لگانے والے سچے ہیں یہ فیصلہ ہم نے آپ پر چھوڑا۔

﴿اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت پر خوشیاں منانا﴾

حضرات گرامی دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت پر اظہار تشکر اور خوشیوں کا اظہار کرنے کا ثبوت قرآن و احادیث سے ثابت ہے۔

(۱) **ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عید الاولنا و آخرنا**۔ یعنی اے ہمارے رب ہم پر آسمان سے ایک خوان اُتار تا کہ وہ ہمارے لیے عید ہو ہمارے اگلے اور پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی۔ (پ 7 ع 5 آ 114)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی یا الٰہی ہم پر آسمان سے کھانا نازل فرما تاکہ جس دن تو ہم پر کھانا نازل فرمائے۔ تو اس کی خوشی میں ہم اس دن کو عید کا دن قرار دیں خوشیاں منائیں اور شکر الٰہی بجالائیں لہذا ثابت ہوا کہ جس دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی خاص نعمت و رحمت عطا ہو اس دن کو عید بنانا اور خوشیاں منانا اور شکر الٰہی بجالانا یہ انبیاء کا طریقہ ہے۔ (تفسیر نعیمی ج 1 ص 380)

حضرات گرامی دیکھیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات کریمہ کی تشریف آوری ایسے ہزاروں بلکہ لاکھوں اور کروڑوں آسمانی کھانوں سے بلکہ اللہ تعالیٰ کی تمام زمین و آسمان کی تمام نعمتوں سے اور عرش و فرش لوح و قلم کرسی اور جنت جیسی تمام نعمتوں سے بڑھ کر اعلیٰ نعمت اور رحمت ہے کیونکہ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کے بعد حضور ﷺ کی ذات مبارکہ سب نعمتوں سے بڑی نعمت ہے کیونکہ جسے حضور ﷺ مل گئے اسے سب

کچھ مل گیا بلکہ خود اللہ تعالی مل گیا اس لئے حضور ﷺ کی ولادت شریف کے دن عید کی طرح خوشیاں منانا اور شکر الہی بجالانا یہ جائز صحیح مستحسن اور درست ہی نہیں بلکہ کار ثواب اور اللہ تعالی کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جس دن اللہ تعالی کوئی خاص نعمت عطا فرمائے اس دن کو یاد رکھنا اور خوشی منانا ۔سنت انبیاء ہے (نور العرفان ص 201) اور مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں کہ وہ دن جس میں مائدہ آسمانی نازل ہو ہمارے اگلے پچھلے لوگوں کے حق میں عید ہو جائے کہ ہمیشہ ہماری قوم اس دن کو بطور یادگار تہوار منایا کرے اور پھر کچھ آگے لکھتے ہیں کہ جب نعمت غیر معمولی اور نرالی ہو تو اس کی شکر گزاری کی تاکید بھی معمول سے بڑھ کر ہونی چاہیے (القرآن الکریم ص 168) اس لئے دیکھیں وہاں حضرت عیسیٰؑ کی اُمت تھی اور یہاں حضور ﷺ کی اُمت ہے۔ جسے **کنتم خیر اُمت** کہا گیا اور وہاں کھانا ملنے پر خوشیاں ہیں اور یہاں حضورؐ کی ذات مبارکہ ملنے پر خوشیاں ہیں اور وہاں نعمت کھانا ہے اور یہاں نعمت حضورؐ کی ذات مبارکہ ہے۔ کہ جسے **لقد من اللہ علی المومنین** کہا گیا ہے۔ لہذا ایک کھانے اور حضورؐ کا کیا مقابلہ کیونکہ حضورؐ کے مقابلہ میں کھانا ایک ادنی سی نعمت ہے تو جب ادنی سی نعمت پر عید جیسی خوشی منائی جاسکتی ہے تو پھر حضور جیسی اعلی نعمت پر ایک نہیں بلکہ ہزاروں عیدوں کی خوشیاں منائی جاسکتی ہیں۔

(۲) **انا انزلنہ فی لیلۃ القدر۔ وما ادرک مالیلۃ القدر۔ لیلتہ القدر خیر من الف شھر** ۔بیشک ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل فرمایا اور تم نے کیا جانا کہ شب قدر کیا ہے شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے (پ 30، ع 22) تو حضرات گرامی اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوا کہ جس رات اللہ تعالی نے قرآن مجید نازل فرمایا یہ رات اللہ تعالی کے نزدیک اس قدر فضیلت اور بزرگی والی ہوگئی کہ اسے

ہزار مہینوں سے بہتر قرار دے کر اسے منایا اور اپنی خوشی کا اظہار فرمایا اور یہ فضیلت قیامت تک اس رات کو نصیب ہو گئی یعنی یہ رات سال بعد جب بھی لوٹ کر آتی ہے تو اسے یہ ہی فضیلت حاصل ہوتی ہے۔

(۳) **وانا لمسنا السماء الخ** ۔اور ہم نے آسمان کو چھوا تو اسے سخت پہرے اور آگ کی چنگاریوں سے بھرا ہوا پایا اور بیشک ہم پہلے آسمان میں سننے کیلئے بیٹھا کرتے تھے پھر اب اگر کوئی سننے کیلئے جائے تو وہ اپنی تاک میں آگ کا انگارہ پائے۔(پ29ع11آ8)

۴۔ **لایسمعون الی الملاء الا علی الخ** ۔یعنی عالم بالا کی طرف کان لگا کر نہیں سن سکتے اور اگر کوئی ایسا کرے تو ان پر ہر طرف سے مار پھینک ہوتی ہے ان کو بھگانے کیلئے اور ان کیلئے ہمیشہ کا عذاب ہے مگر جو ایک آدھ بار اُچک کر لے جائے تو ایک روشن انگارہ اس کے پیچھے لگ جائے (پ23ع5،آ8)

حضرات گرامی حضور ﷺ کی ولادت شریف سے پہلے جنات اُڑ کر آسمانوں پر جا کر ان فرشتوں کی باتیں سنتے تھے جو آئندہ ہونے والے واقعات کے متعلق آپس میں گفتگو کرتے تھے اور پھر واپس آکر یہ خبریں نجومیوں کو بتاتے تھے تو حضور ﷺ کی تشریف آوری پر آسمانوں پر پہرے لگا دیئے گئے تاکہ آسمانوں پر کوئی جن یا شیطان وغیرہ نہ جا سکے تو اب اگر کوئی شیطان یا جن آسمانوں پر جاتا تو اس پر انگارے برسنے شروع ہو جاتے تاکہ ان کو مار کر دور ہٹا دیا جائے یعنی آگ کے انگارے ان کے پیچھے ہو لیتے اور یہ حضور ﷺ کی ولادت شریف سے پہلے اتنی سختی اور روک ٹوک نہ تھی مگر حضور ﷺ کی ولادت شریف پر اس قدر سخت ناکہ بندی اور انتظام ہوا کہ جو شیطان یا جن آسمانوں پر جا کر سننے کا ارادہ کرتا تو شہاب ثاقب کے

آتشین گولے اس کے پیچھے لگ جاتے۔

(۵) **الیوم اکملت لکم دینکم وا تممت علیکم نعمتی الخ** یعنی آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی (پ6ع5آ3)
حضرت عمر فاروق سے ایک یہودی نے کہا کہ آپ کی کتاب میں ایک آیت ایسی ہے کہ اگر وہ ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس کے نزول کے دن کو عید مناتے فرمایا وہ کونسی آیت ہے تو اس نے کہا (**الیوم اکملت لکم دینکم**) تو آپ نے فرمایا کہ تجھے معلوم نہیں کہ جس دن یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی تو اس دن مسلمانوں کی ایک نہیں بلکہ دو عیدیں تھیں یعنی وہ دن عرفہ اور جمعہ کا تھا یعنی عرفہ اور جمعہ پہلے ہی عید کے دن ہیں اور اسی طرح حضرت ابن عباس سے بھی ایک یہودی نے ایسے ہی کہا تو آپ نے بھی اسے ایسا ہی جواب دیا کہ اس دن مسلمانوں کی دو عیدیں تھیں (مشکوۃ باب الجمعہ۔ خزائن العرفان)

لہذا ثابت ہوا کہ جس دن اللہ تعالی کوئی خاص نعمت عطا فرمائے تو اس دن کو بطور عید قرار دینا یا خوشیوں کا اظہار کرنا یہ صحابہ کرام اور صالحین کا طریقہ ہے اور ہاں اگر یہ بدعت یا حرام ہوتا تو حضرت عمر فاروق اور حضرت ابن عباس صاف فرما دیتے کہ جس دن اللہ تعالی کی کوئی خاص یعنی بڑی نعمت یا خوشی وغیرہ عطا ہو تو اس دن کو بطور یادگار خوشی اور عید کی طرح منانا بدعت اور حرام ہے لیکن نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ یہ دن تو ہمارے نزدیک پہلے سے ہی دو عیدوں کے قائم مقام ہے۔

(۶) **قل بفضل اللہ و برحمتہ فبذالک فلیفر حواھو خیر ممایجمعون** (پ11ع11آ57) یعنی اے محبوب تم فرما دو کہ تمہیں چاہیے کہ اللہ تعالی کے فضل اور اس کی رحمت پر خوشیاں مناؤ یہ اس سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔
حضرات گرامی دیکھیں کہ اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالی نے خود اپنے فضل اور اپنی رحمت

پر خوشیاں منانے کا عام حکم فرمایا ہے اور کون نہیں جانتا کہ حضور ﷺ کی ذات کریمہ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا فضل اور رحمت ہیں اس لئے حضور ﷺ کی ولادت شریف پر خوشیاں منانا یہ اس آیہ کریمہ کے بھی عین مطابق ہے اور یاد رہے کہ یہ خوشی منانا دنیا کی تمام نعمتوں سے بہتر اور اعلیٰ ہے (تفسیر نور العرفان)

اور علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کسی نعمت پر اس حیثیت سے خوش ہونا کہ جو اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے ملی ہو یہ محمود یعنی اچھی خوشی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا ہے۔ **فبذالك فليفرحوا**۔ (القرآن الکریم ص 284)

تو جناب 12 ربیع الاول کو اللہ تعالیٰ کی جس خاص الخاص نعمت پر ہم خوشیاں مناتے ہیں وہ حضور ﷺ کی ذاتِ کریمہ ہے جو سراپاء رحمت اور اللہ تعالیٰ کی خاص نعمت اور فضل ہیں۔ دیکھیں اللہ تعالیٰ ایک قوم کو آسمانوں سے جس دن کھانا عطا فرمائے تو وہ اس دن کو بطور عید منائیں اور ایک قوم کو ان کے دشمن یعنی فرعون سے نجات عطا فرمائے تو وہ اس دن کو بطور عید منائیں اور روزہ رکھیں اور ایک قوم کو اللہ تعالیٰ اپنا پیارا محبوب اور لاڈلا رسول ﷺ عطا فرمائے تو وہ اس دن کو بطور عید میلاد النبی منائیں تو اسی نبی کا کلمہ پڑھنے والے ان پر کفر و شرک کے فتوے لگائیں تو کیا یہ حضور ؐ سے محبت کی علامت ہے یا منافقت کی یہ فیصلہ ہم نے آپ پر چھوڑا۔

۷۔ **واما بنعمته ربك فحدث** اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو (پ 30۔ ع 18۔ آ 11) تو حضرات گرامی دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کریمہ کے بعد حضور ﷺ کی ذات کریمہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑھ کر ارفع و اعلیٰ نعمت اور رحمت ہے اس لئے ہم حضور کی آمد پر ہزاروں خوشیاں مناتے ہیں اور آپ کی آمد کے خوب جھوم جھوم کر چرچے کرتے ہیں جو کہ اس آیہ کریمہ کے مطابق بھی بالکل جائز اور صحیح ہے۔

۸۔ واذکروا نعمۃ اللہ علیکم ۔اور اللہ کی نعمت کا ذکر کرو جو تم پر ہوئی ہے (پ 4۔ع 2) تو دیکھیں اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کے ذکر کرنے کا قرآن مجید میں عام حکم فرما رہا ہے تو کون نہیں جانتا کہ حضورؐ اللہ تعالی کی سب سے بڑی نعمت ہیں لہذا حضورؐ کا ذکر سب نعمتوں کے ذکر سے اعلیٰ ذکر ہے۔

۹۔ یبنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم (پ 1ع 6) اے بنی اسرائیل یاد کرو تم میری اس نعمت کو جو میں نے تم پر کی ہے۔لہذا ثابت ہوا کہ یہ صرف اُمت محمدیہؐ پر ہی لازم نہیں کہ اللہ تعالی کی نعمتوں کو یاد کریں بلکہ پہلی اُمتوں کو بھی اس کی ترغیب دلائی گئی تھی کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو خوب یاد کریں اور حضورؐ اللہ تعالی کی تمام نعمتوں سے بہتر نعمت ہیں۔

اور دیکھیں حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں ابولہب نے اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کر دیا تو مرنے کے بعد اسے جہنم میں بھی ٹھنڈا اور میٹھا پانی مل گیا (سیرت رسول عربی ص 35) حالانکہ اس نے آپ کو رسول اللہ ﷺ سمجھ کر خوشی نہیں کی تو جو شخص آپ کو رسول اللہ ﷺ سمجھ کر خوشی کرے گا تو اسے کتنا اجر ملے گا۔

(احادیث مبارکہ)

(۱) حضرات گرامی دیکھیں کہ جس دن اللہ تعالی کوئی خاص نعمت عطا فرمائے تو اس دن خوشیوں کا اظہار کرنا یہ احادیث مبارکہ سے بھی ثابت ہے مثلاً دیکھیں کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جمعہ کا دن باقی دنوں کا سردار ہے بلکہ یہ اللہ تعالی کے نزدیک عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دنوں سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالی نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا اور زمین پر اُتارا اور اسی دن فوت کیا (مشکوۃ جمعہ کا بیان) لہذا اللہ تعالی

نے حضرت آدمؑ کو جمعہ کے دن پیدا فرما کر اپنے فضل سے خود ہی جمعہ کے دن کی فضیلت بڑھا دی۔

(۲) حضور ﷺ نے جمعہ کے دن کے متعلق فرمایا۔ **ان هذا يوم جعله الله عيدا** ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن کو عید قرار دیا ہے۔ (مشکوۃ جمعہ کی طرف جلدی جانا)

(۳) حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ بیشک تمہارے دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ کا ہے اس میں آدمؑ پیدا کئے گئے اور اس میں قبض کئے گئے (مشکوۃ جمعہ کا بیان)

(۴) حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ بہترین دن جس میں سورج نکلا وہ جمعہ کا ہے اس میں آدم پیدا ہوئے اور اسی دن اتارے گئے اور اسی دن فوت ہوئے۔ (مشکوۃ جمعہ کا بیان)

(۵) حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ یہودی یوم عاشورہ یعنی محرم کی نویں تاریخ کو روزہ رکھتے تھے تو جب اُن سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ اور آپ کی قوم کو فرعون سے نجات دی اور فرعون کو غرق کیا اس لئے اس دن کی تعظیم اور شکر کیلئے حضرت موسیٰؑ نے روزہ رکھا تو حضورؐ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ کی وجہ سے اس دن شکر الٰہی بجالانا یہ تم سے زیادہ ہمارا حق بنتا ہے اور پھر اس دن حضور ﷺ نے روزہ رکھا (شرح صحیح مسلم ج 3 ص 123، مشکوۃ نفلی روزوں کا بیان)

(۶) ایک اور حدیث میں یوں ہے کہ یہودی عاشورہ کے دن کی تعظیم کرتے تھے۔ اور اس دن کو عید کا دن قرار دیتے تھے (شرح صحیح مسلم ج 3 ص 124)

(۷) حضور ﷺ پیر کے دن روزہ رکھتے تھے تو آپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا (یوم ولدت فیہ ویوم بعثت) یعنی اس دن میں پیدا ہوا ہوں اور

اسی دن مبعوث کیا گیا۔ (شرح صحیح مسلم ج 3 ص 167، مشکوۃ نفلی روزوں کا بیان) اور ایک حدیث میں یوں ہے (فیہ ولدت وفیہ انزل علی) یعنی اسی دن میں پیدا ہوا ہوں اور اسی دن مجھ پر وحی نازل کی گئی (مشکوۃ نفلی روزوں کا بیان ج 1 ص 443)

(۸) حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کا خواب ہوں کہ جب میں پیدا ہوا تو انہوں نے دیکھا کہ ایک نور اُن سے نکلا ہے جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے (مشکوۃ، آپؐ کے فضائل) تو جناب اگر حضرت آدمؑ کے پیدا ہونے کا دن عید ہوسکتا ہے اور حضرت عیسیٰؑ کو کھانا ملنے کا دن عید ہوسکتا ہے اور حضرت موسیٰؑ کو فرعون سے نجات ملنے کا دن عید ہوسکتا ہے۔ اور دین مکمل ہونے کا دن عید ہوسکتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کا دن عید میلاد النبی کیوں نہیں ہوسکتا تو جناب یہ ایک مرتبہ نہیں ہزار مرتبہ ہوسکتا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کریمہ اِن سب نعمتوں سے بڑھ کر اعلیٰ نعمت ہے بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی روزہ رکھ کر اس دن کو منایا ہے۔

﴿خود اللہ تعالیٰ کا میلاد النبی منانا﴾

حضرات گرامی دیکھیں کہ حضورؐ کی ولادت شریف پر خود اللہ تعالیٰ نے اپنی بیشمار کرم نوازیوں، مہربانیوں عطاؤں نوازشوں اور عجیب وغریب قدرتوں کا اظہار فرما کر میلاد النبی منایا ہے لہذا اللہ تعالیٰ نے ہمیں جتنی قدرت طاقت اور حیثیت عطا فرمائی ہے۔ ہم اس کے مطابق میلاد مناتے ہیں اور خود اللہ تعالیٰ نے کہ جس کے قبضہ قدرت میں عرش وفرش کی بادشاہی ہے اس نے اپنے مقام ومرتبہ اور قدرت کے مطابق میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا ہے مثلاً دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری پر خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور دنیا والوں کو ایسی ایسی برکتوں رحمتوں

فضیلتوں اور نعمتوں سے نوازا ہے کہ زمانے والے دیکھ کر حیران رہ گئے تو جناب دیکھیں یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ اللہ تعالی نے حضور ﷺ کی ولادت شریف پر اپنی جن جن کرم نوازیوں مہربانیوں عطاؤں برکتوں نوازشوں رحمتوں نعمتوں اور عجیب وغریب قدرتوں کا اظہار فرمایا ہے اُن تمام کا ذکر کرنا تو یہاں مشکل ہے ہاں بیشمار علمائے اُمت نے اپنی اپنی کتابوں میں ان کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے اس لئے آپ اُن کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔ ہاں مختصر طور پر ہم ان کا یہاں بھی ذکر کر دیتے ہیں ذرا غور سے دیکھیں۔

۱۔ جس وقت نور محمد ﷺ حضرت آمنہ کے رحم مبارک میں منتقل ہوا تو آپ کی والدہ ماجدہ کو عجیب وغریب بشارتیں ملنا شروع ہو گئیں اور پھر جس وقت حضورؐ پیدا ہوئے تو اللہ تعالی نے ایک ایسے نور کا ظہور فرمایا کہ جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے اور آپؐ کی والدہ ماجدہ نے شام کے محلات کو مکہ مکرمہ سے ہی اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ (مشکوۃ، باب فضائل سید المرسلین) بلکہ آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں بوقتِ ولادت میں نے تین جھنڈے دیکھے ایک جھنڈا مشرق اور دوسرا جھنڈا مغرب اور تیسرا جھنڈا کعبہ کی چھت پر نصب تھا۔ (الخصائص الکبری ص196، معارج النبوۃ ص193)

۲۔ اللہ تعالی قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ اُن پر ہر طرف سے مار پھینک ہوتی ہے اُنہیں بھگانے کو اور اُن کے لیے ہمیشہ کا عذاب ہے مگر جو ایک آدھ بار اُچک کر لے چلا تو روشن انگارا اس کے پیچھے لگا (پ23 ع5 آ8-9-10) اور یہ کہ ہم نے آسمان کو چھوا تو اسے سخت پہرے اور آگ کی چنگاریوں سے بھرا ہوا

پایا اور یہ کہ ہم پہلے آسمان میں سننے کیلئے بیٹھا کرتے تھے تو اب اگر کوئی سننے کیلئے جائے تو وہ اپنی تاک میں آگ کا انگارہ پائے (پ 29 ع 11 آ 8)

یعنی حضور کی تشریف آوری سے پہلے شیاطین جن آسمانوں پر فرشتوں کی باتیں سننے کے لیے بے تکلف جایا کرتے تھے اور پھر واپس آ کر کچھ اپنی طرف سے ملا کر غلط ملط خبریں دیتے تھے۔ لیکن حضور ﷺ کی تشریف آوری پر اُن سب کو آسمانوں پر جانے سے روک دیا گیا جس سے ان کی یہ آسمانوں پر آنے جانے کی آمد و رفت کا سلسلہ بند ہو گیا۔ اور پھر نجومی پنڈتوں کی غیبی خبریں بالکل غلط ہونے لگیں۔ جس سے اُنکا یہ وقار بھی جاتا رہا لہذا حضور کی تشریف آوری پر زمین و آسمان میں ایک زبردست تغیر و تبدل پیدا ہو گیا یعنی ایک بہت بڑا انقلاب آ گیا۔ (تفسیر نور العرفان ص 436۔872 سیرت رسولِ عربی ص 36)

اور اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ کیوں اور کس کے حکم سے ہوا تو جواب حاضر ہے کہ یہ سب کچھ حضور کی تشریف آوری یعنی ولادت شریف پر اللہ تعالی کی رضا اور اس کے حکم اجازت اور قدرت کاملہ سے ہوا ہے۔

۳۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ ولادت شریف کی رات ایوانِ کسری میں زلزلہ آ گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے نارِ فارس بجھ گئی یعنی فارس کی آگ بجھ گئی جو ایک ہزار سال سے جل رہی تھی اور بحیرہ سادہ خشک ہو گیا۔ (الخصائص الکبری ج 1 ص 101)

۴۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت کی ولادت کے سلسلے میں آیات و کرامات بیشمار ہیں۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں کہ ایوانِ

کسری لرز اٹھا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے اور دریائے سادہ خشک ہو گیا۔ اور اس کا پانی زیر زمین چلا گیا اور رودخانہ سادہ جسے وادی سادہ کہتے ہیں جاری ہو گیا حالانکہ اس سے قبل اسے منقطع ہوئے ایک ہزار سال گزر چکا تھا اور فارسیوں کا آتشکدہ بجھ گیا جو کہ ایک ہزار سال سے گرم تھا (مدارج النبوۃ ج 2 ص 27)

۵۔ ولادت شریف کے وقت غیب سے عجیب وغریب اور خارق عادت امور ظاہر ہوئے اور آپؐ کے نور سے حرم شریف کی پست زمین اور ٹیلے روشن ہو گئے اور آپؐ کے ساتھ ایک ایسا نور خارج ہوا کہ شام کے محلات نظر آ گئے اور آسمانوں پر پہلے شیاطین چلے جاتے تھے اور کاہنوں کو بعض مغیبات کی خبر دے دیتے تھے اور وہ لوگوں کو کچھ اپنی طرف سے ملا کر بتا دیا کرتے تھے اب آسمانوں میں ان کا آنا جانا بند ہو گیا اور آسمانوں کی حفاظت شہاب ثاقب سے کر دی گئی تو اس طرح وحی اور غیر وحی میں خلط ملط ہو جانے کا اندیشہ جاتا رہا شہر مدائن میں محل کسری پھٹ گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے فارس کے آتش کدے ایسے سرد پڑ گئے کہ ہر چند ان میں آگ جلانے کی کوشش کی جاتی مگر نہ جلتی تھی۔ بحیرہ سادہ جو ہمدان وقم کے درمیان چھ میل لمبا اور اتنا ہی چوڑا تھا اور اس کے کناروں پر شرک اور بت پرستی ہوتی تھی یکایک بالکل خشک ہو گیا وادی سادہ جو شام وکوفہ کے درمیان ندی تھی جو کہ بالکل خشک پڑی تھی لبالب بہنے لگی۔
(سیرت رسول عربی ص 36۔ دین مصطفیٰ ص 85)

۶۔ جب حضورؐ پیدا ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو پاکیزہ بدن اور تیز بو کستوری کی طرح خوشبودار ختنہ کئے ہوئے ناف بریدہ چہرہ نورانی آنکھیں

سرمگین دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت درخشاں پیدا فرمایا۔
(سیرت رسول عربی ص 34)

۷۔ حضورؐ کی ولادت پر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی والدہ ماجدہ پر ایک روشن بادل ظاہر فرمایا کہ جس میں روشنی کے ساتھ گھوڑوں کے ہنہنانے اور پرندوں کے اُڑنے کی آوازیں تھیں۔ اور کچھ انسانوں کی بولیاں بھی سنائی دیں اور اعلان ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرق و مغرب اور سمندروں کی بھی سیر کراؤ تا کہ تمام کائنات کو ان کا نام اور حلیہ اور ان کی صفت معلوم ہو جائے اور ان کو تمام جاندار مخلوق یعنی جن وا ملائکہ اور چرندوں پرندوں کے سامنے پیش کرو اور تمام انبیاء کرام کے اخلاق حسنہ سے مزین کرو اور اس کے بعد وہ بادل چھٹ گیا ستارے قریب آگئے اور منادی نے اعلان کیا کہ واہ واہ کیا خوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا پر قبضہ دے دیا گیا اور کائنات عالم کی کوئی چیز باقی نہ رہی کہ جو ان کے قبضہ اقتدار و غلبہ اطاعت میں نہ ہو پھر تین شخص نظر آئے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا لوٹا دوسرے کے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت تیسرے کے ہاتھ میں ایک چمک دار انگوٹھی تھی انگوٹھی کو سات مرتبہ دھو کر حضورؐ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت لگا دی پھر آپؐ کو ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر آپؐ کی والدہ ماجدہ کے سپرد کر دیا۔

(مدارج النبوۃ ج2 ص 24-25-26۔ الخصائص الکبریٰ ج1 ص 97۔ سیرت مصطفیٰ ص 59-60۔ قصص الانبیاء ص 401)

اور اسکے علاوہ حضرت حلیمہ سعدیہؓ فرماتی ہیں کہ میری چھاتیوں میں اتنا دودھ بھی نہیں تھا کہ جس سے میرا ایک بچہ ہی سیر ہو جائے بلکہ وہ ساری ساری رات

بھوک کی وجہ سے تڑپتا اور روتا رہتا اور ہم اس کی دلجوئی اور ولداری کیلئے تمام رات بیٹھ کر گزار دیتے تھے۔ اور نہ ہی اونٹنی کے تھنوں میں اتنا دودھ تھا کہ جس سے گزارہ ہو سکے اور نہ ہی ان کی سواری یعنی دراز گوش میں اتنی طاقت تھی کہ قافلہ والوں کے ساتھ مل کر چل سکے اور نہ ہی ان کے گھر میں خوشحالی تھی اور نہ ہی انکی بکریاں اور مویشی باہر سے سیر ہو کر آتے تھے یعنی ہر طرف سے تنگ دستی ہی تنگ دستی تھی لیکن جب حضورؐ ان کی گود میں تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی کرم نوازیوں مہربانیوں عطاؤں نوازشوں اور بیشمار قدرتوں کا اظہار یوں فرمایا کہ حضرت حلیمہ سعدیہؓ کی چھاتیوں میں اس قدر دودھ اتارا کہ خود حضورؐ اور آپؐ کے رضاعی بھائی نے خوب سیر ہو کر پیا اور دونوں آرام سے سو گئے اور جب اونٹنی کو دیکھا تو اس کے تھن بھی دودھ سے بھر گئے اور پھر اس کا دودھ دوہا اور پھر میاں بیوی دونوں نے خوب شکم سیر ہو کر پیا اور رات بھر سکھ کی نیند سوئے اور اسی طرح آپ کی وہ سواری جو کہ کمزوری کی وجہ سے سب سے پیچھے پیچھے چلتی تھی اسے اللہ تعالیٰ نے اتنی طاقت عطا فرمائی کہ وہ تمام قافلہ والوں سے آگے آگے چل رہی تھی آخر دوسری عورتوں نے حیران ہو کر پوچھا کہ اے حلیمہ کیا یہ وہی سواری ہے یا کوئی اور تو فرمایا کہ ہاں ہاں یہ وہی سواری ہے اور اسی طرح حضرت حلیمہؓ کے گھر میں حضورؐ کی تشریف آوری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے دن رات ایسی برکتوں کا نزول فرمایا کہ حضرت حلیمہ کے مویشی بھی سیر ہو کر آنے لگے اور خوب دودھ دینے لگے اور اسی طرح حضورؐ کی تشریف آوری کی وجہ سے ہی ان کے گھر کی بھی ہر قسم کی تنگ دستی دور ہو گئی۔ (سیرت مصطفیٰ ص 64 سیرت رسول عربی ص 36)

تو حضرات گرامی یہ سب کچھ اللہ تعالی نے حضور ؐ کی تشریف آوری پر ہی کیا ہے لہذا اگر ہم حضورؐ کی تشریف آوری پر جلسہ وجلوس کا اہتمام کر لیتے ہیں تو کیا ہوا خود عرش وفرش کے مالک اور ذرہ ذرہ کے خالق یعنی اللہ تعالی نے بھی حضورؐ کی تشریف آوری پر بہت کچھ کیا ہے۔ یعنی بیشمار ایسے اہتمام فرمائے ہیں کہ جسے دیکھ کر اور سن کر اپنے اور بیگانے حیران رہ گئے۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔

اور اس کے علاوہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ آپؐ کی ولادت پر شیطان کیلئے ساتوں آسمانوں کے دروازے بند کر دیئے گئے (خصائص الکبری ص 101)۔ ولادت کے وقت اللہ تعالی نے جنتوں کے دروازے کھول دیئے (خصائص الکبری ص 96) ولادت کی رات اللہ تعالی نے حوض کوثر کے کنارے مشک عنبرین کے ستر ہزار درخت پیدا فرمائے اور ان کے پھلوں کو اہل جنت کی خوشبو قرار دیا (خصائص الکبری ص 95) اور ولادت کی رات ہر آسمان پر زمرد اور یاقوت کے ستون بنائے گئے۔ جن سے آسمان روشن ہو گئے۔ اور حضورؐ نے یہ ستون معراج کی رات دیکھے (خصائص الکبری ص 85) اور تمام بت منہ کے بل گر پڑے (خصائص الکبری ص 95) اور اس کے متعلق مزید دیکھیں۔ (الخصائص الکبری ج 1 باب 18 شب میلاد کے معجزات اور خصوصیات عجائبات ولادت باسعادت)

لہذا ثابت ہوا کہ میلاد النبی پر ہم اپنی طاقت اور پہنچ کے مطابق صرف جلسہ اور جلوس کا اہتمام کر کے اور گلی کوچہ کو سجا کر میلاد النبی مناتے ہیں۔ اور اللہ تعالی نے اپنی طاقت اور قدرت کے مطابق بیشمار عجیب وغریب اپنی قدرتوں کا اظہار فرما

کر اپنے نبی کا میلاد منایا ہے۔ کہ جن سے سیرت کی کتابیں بھری پڑی ہیں اور اس کے متعلق شبلی صاحب یوں لکھتے ہیں کہ ارباب سیر اپنے محدود پیرایہ بیان میں لکھتے ہیں کہ آج کی رات ایوان کسریٰ کے 14 کنگرے گر گئے آتش کدہ فارس بجھ گیا د ساوہ خشک ہو گیا لیکن سچ یہ ہے کہ ایوان کسری نہیں بلکہ شان عجم شوکتِ روم اوجِ چین کے قصر ہائے فلک بوس گر پڑے آتش کدہ فارس نہیں بلکہ جحیم شر آتش کدہ کفر آذر کدہ گمراہی سرد ہو کر رہ گئے صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی بتکدے خاک میں مل گئے شیرازہ مجوسیت بکھر گیا نصرانیت کے اوراق خزاں دیدہ ایک ایک کر کے جھڑ گئے توحید کا غلغلہ اُٹھا چمنستان سعادت میں بہار آ گئی آفتاب ہدایت کی شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں اخلاق انسانی کا آئینہ پرتو قدس سے چمک اٹھا (سیرت النبی شبلی نعمانی ص175)

حضرات گرامی دیکھیں کہ یہاں شبلی صاحب ارباب سیر کے محدود پیرایہ سے نکل کر اس بات کی مزید کھل کر وضاحت کر رہے ہیں کہ حضور کی ولادت پر شانِ عجم شوکت روم اوج چین کے قصر ہائے فلک بوس گر پڑے اور جحیم شر آتش کدہ کفر آذر کدہ گمراہی سرد ہو کر رہ گئے صنم خانوں میں خاک اُڑنے لگی بت کدے خاک میں مل گئے شیرازہ مجوسیت بکھر گیا نصرانیت کے اوراق خزاں دیدہ ایک ایک کر کے جھڑ گئے توحید کا غلغلہ اُٹھا چمنستان سعادت میں بہار آ گئی آفتاب ہدایت کی شاعیں ہر طرف پھیل گئیں اخلاق انسانی کا آئینہ پرتو قدس سے چمک اٹھا۔ کیوں جناب شبلی صاحب نے تو حد کر دی کہ اپنے ماننے والوں سے کہا کہ حضورؐ کی ولادت شریف پر اللہ تعالی نے اپنی جن جن قدرتوں کا اظہار فرمایا تھا ارباب

سیر نے تو اسے محدود پیرایہ میں بیان کیا ہے اور پھر خود ہی اس کی مزید تفصیل شروع کردی کہ حضور ؐ کی ولادت کی رات ان تمام چیزوں میں انقلاب آ گیا واہ سبحان اللہ تو جناب ہم پوچھتے ہیں کہ جب خود اللہ تعالی نے حضورؐ کی ولادت شریف پر سینکڑوں ایسی چیزوں کا ظہور فرما کر حضورؐ کی آمد کی خوشی منائی ہے تو پھر اگر ہم حضور ﷺ کی آمد کی خوشی پر جلسہ اور جلوس کا اہتمام کر لیتے ہیں تو کونسی قیامت آ جاتی ہے۔ جب کہ خود اللہ تعالی بھی حضور ﷺ کی آمد پر ایسی سینکڑوں چیزوں کا ظہور فرما کر حضور ﷺ کی آمد کی خوشی منا رہا ہے۔ لہذا اگر کسی کم عقل کی سمجھ میں اب بھی یہ مسئلہ نہ آئے۔ اور برابر انکار ہی کرتا رہے تو یہ اسکی اپنی قسمت کا قصور ہے۔ جیسا کہ کفار مکہ مثلاً ابوجہل اور ابولہب جیسے دشمن بھی حضور ﷺ کی ہر چیز کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بھی انکار ہی کرتے رہے اور آخر کار جہنم کے عذاب میں گرفتار ہوئے (الخصائص الکبری ج 1 ص 93 مدارج النبوۃ ج 2 ص 20 قصص الانبیاء ص 399 سیرت رسول عربی ص 31، سیرت مصطفیٰ ص 58 عجائبات ولادت باسعادت ص 5 تا 46)

﴿چند سوالات کے جوابات﴾

سوال۔ کیا حضور ﷺ نے میلاد منایا ہے۔ اور اگر منایا ہے تو کیسے منایا ہے؟

جواب ہاں جناب حضور ﷺ نے میلاد منایا ہے اور منایا ہے ہر پیروار کو روزہ رکھ کر۔

سوال جی یہ درست ہے کہ حضور ﷺ نے میلاد منایا ہے لیکن منایا ہے۔ روزہ رکھ کر اور تم مناتے ہو جلسہ اور جلوس کے ساتھ لہذا تمہارا طریقہ حضور ﷺ

کے طریقہ کے خلاف ہے۔

جواب۔ جناب ہر کام کا ایک مقصد ہوتا ہے اور ایک طریقہ اور بعض مرتبہ طریقہ دیکھا جاتا ہے۔ مقصد نہیں اور بعض مرتبہ مقصد دیکھا جاتا ہے طریقہ نہیں۔ مثلاً دیکھیں کہ صفا مروہ پر حضرت حاجرہ کے دوڑنے کا مقصد پانی کی تلاش تھی لیکن اب وہاں پانی کی کمی نہیں اس لئے اب وہاں دوڑنے کا مقصد پانی کی تلاش نہیں بلکہ حضرت حاجرہ کا طریقہ مقصود ہے۔ اور اسی طرح خانہ کعبہ کے طواف کے وقت صحابہ کرام کے رمل یعنی پہلے تین چکر اکڑ کر چلنے کا مقصد کفار کو اپنی طاقت دکھلانا مقصود تھا لیکن اب وہاں رمل میں کافروں کو اپنی طاقت دکھلانا مقصود نہیں بلکہ صحابہ کرام کا طریقہ مقصود ہے اِسی طرح حضرت ابراھیمؑ کا کنکریں مارنے کا مقصد شیطان کو بھگانا تھا لیکن اب وہاں حاجیوں کو شیطان نظر ہی نہیں آتا اس لئے اب وہاں حاجیوں کے کنکریں مارنے کا مقصد حضرت ابراہیم کا طریقہ مقصود ہے۔ اور بعض مرتبہ مقصد دیکھا جاتا ہے طریقہ نہیں مثلاً دیکھیں کہ دینی مدارس میں علمائے کرام کا علم دین پڑھنے اور پڑھانے کا مقصد علم دین حاصل کرنا ہے اور اس میں مقصد دیکھا جاتا ہے طریقہ نہیں یعنی یہ نہیں دیکھا جاتا کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو کون کونسی کتابیں اور کونسا نصاب پڑھایا ہے یہ نہیں دیکھا جاتا ہاں مقصد دیکھا جاتا ہے اور وہ ہے علم دین حاصل کرنا اور وہ جس نصاب اور جس طریقہ سے بھی ہو جائز ہے۔

☆ اور اسی طرح جہاد میں مقصد دیکھا جاتا ہے طریقہ نہیں اور جہاد کا مقصد ہے کفار کو شکست دینا اور اسلام کا پرچم بلند کرنا اور وہ جس طریقہ سے بھی

ہو جائز ہے یعنی جہاد میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ حضور ﷺ نے کس طریقہ سے جہاد کیا ہے اور ہم کسی طریقہ سے کرتے ہیں۔

☆ اور اسی طرح روزہ افطار کراتے وقت مقصد دیکھا جاتا ہے طریقہ نہیں اور مقصد ہے روزہ دار کا روزہ افطار کرانا اور وہ جس طریقہ سے بھی ہو جائز ہے یعنی دودھ سے ہو کھجور یا پانی سے ہو یعنی جیسے بھی ہو جائز ہے یعنی اس میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ کیا حضور ﷺ نے موجودہ دور کے مطابق سینکڑوں چیزیں سامنے رکھ کر صحابہ کرام کو روزہ افطار کرایا ہے یہ نہیں دیکھا جاتا۔

(آمدم برسرِ مطلب) تو اِسی طرح جناب میلاد النبی مناتے وقت بھی مقصد دیکھا جاتا ہے طریقہ نہیں اور مقصد ہے کہ حضور ﷺ کی آمد پر اظہار تشکر اور خوشی کا اظہار کرنا اور وہ جس بھی صحیح اور جائز طریقہ سے ہو جائز ہے۔ مثلاً روزہ سے ہو یا نوافل سے تلاوتِ قرآن سے ہو یا صدقہ وخیرات سے ذکر الٰہی سے ہو یا نعت خوانی جلسہ وجلوس وعظ ونصیحت کی محفلیں سجا کر یا گلی بازار اور گھر باہر سجا کر یعنی جس طریقہ سے بھی ہو جائز اور صحیح ہے اور بعض لوگ حضور ﷺ کی آمد کی خوشی میں بچوں میں پیسے وغیرہ تقسیم کرتے ہیں جیسے بیٹے کی شادی پر تقسیم کرتے ہیں تو یہ بھی جائز ہے۔

سوال۔ جس بادشاہ نے یہ میلاد منایا وہ شاہ اربل تھا جو بے دین فضول خرچ عیاش اور کھلنڈرا تھا۔

جواب۔ جناب اس کے متعلق پہلی بات تو یہ ہے کہ میلاد النبی کا جواز ہم نے قرآن واحادیث سے پیش کیا ہے اس بادشاہ سے نہیں اور نہ ہی ہمارے لئے اس

بادشاہ کا میلاد منانا دلیل ہے بلکہ ہمارے لئے دلیل ہے اللہ کا قرآن اور نبی کی احادیث اور اب رہی بات اس بادشاہ کی تو جناب اس بادشاہ کے متعلق حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یہ بادشاہ ایک نیک عظیم بزرگ اور فیاض سرداروں میں سے تھا اور وہ قوی الہمت دلیر عاقل یعنی دانا سخی دلیر یعنی جرات مند اور بہت زیرک نہایت بہادر مدبر پرہیزگار عالم دین اور عادل حاکم تھا اور اس کی کافی عرصہ حکومت رہی۔ (شرح صحیح مسلم ج3 ص189، محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ ص97، جشن میلاد النبی پر اعتراضات کا علمی محاکمہ ص62)

اور حضرت علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ یہ بادشاہ ان حکمرانوں میں سے تھا جو نہایت ہی صاحب شرافت اور بڑی سخی شخصیت کے مالک تھے اور ان کیلئے نہایت ہی اچھے آثار ہیں۔ (محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ ص98، میلاد النبی ص68)

اور ابن خلکان لکھتے ہیں کہ یہ بادشاہ نہایت ہی نیک عادل اور اچھی عادات کا مالک تھا اور اچھے کام کرنے والا تھا اور سید احمد زینی الدحلان فرماتے ہیں کہ وہ ایک بہادر دلیر عاقل عادل بادشاہ تھا بہت مدت اس کی حکومت رہی۔ (جشن میلاد النبی پر اعتراضات کا علمی محاکمہ ص64، میلاد النبی ص69)

اور ہاں سب سے پہلے سرکاری طور پر اس بادشاہ نے میلاد منایا جیسے اب بھی سرکاری طور پر منایا جاتا ہے اور اس سے پہلے مکہ مدینہ مصر یمن شام بلاد عرب اور مشرق و مغرب میں اہل اسلام ہمیشہ سے میلاد النبی مناتے رہے ہیں جس کی اصل قرآن و احادیث بلکہ خود حضور ﷺ سے ثابت ہے جیسا کہ ہم نے بیان

کیا ہے۔ (شرح صحیح مسلم ج 3 ص 189، سیرت مصطفےٰ ص 61 جشن میلاد النبی پر اعتراضات کا علمی محاکمہ ص 53، جشن میلاد النبی سنت ہے بدعت نہیں ص 21)

سوال۔ بارہ ربیع الاول کا دن میلاد کا نہیں وفات کا دن ہے لہذا یہ د خوشی کا نہیں غمی کا دن ہے اس لیے اس دن میلاد النبی نہیں منانا چاہیے۔۔

جواب۔ا۔ جناب اس کے متعلق پہلی بات تو یہ ہے کہ شرعی طور پر سوگ تین دن سے زیادہ جائز نہیں ہے (بہار شریعت حصہ ۴ تعزیت کا بیان)

اوراس کے علاوہ دیکھیں کہ اگر وہی دن پیدائش کا ہو اور وہی دن وصال کا تو پھر بھی اس دن کی جو فضیلت ہے وہ وصال کی وجہ سے ختم نہیں ہو جاتی دیکھیں حضرت آدمؑ جمعہ کے دن پیدا ہوئے اور جمعہ کے دن ہی فوت ہوئے تو پھر بھی جمعہ کے دن کی فضیلت کم نہیں ہوئی یعنی جمعہ کا دن عید کا دن ہی رہا۔

۲۔ اب رہا مسئلہ بارہ ربیع الاول کے دن حضورؐ کا وصال شریف فرمانا تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ حضورؐ نے بارہ ربیع الاول کے دن وصال شریف فرمایا ہی نہیں ہے۔ (جشن میلاد النبی کا انکار کیوں صفحہ نمبر 15، بیان میلاد صفحہ 8) اب اس کے متعلق مزید دیکھیں کہ حافظ ابن حجر اور حافظ مغلطائی اور سلیمان تیمی کے نزدیک آپ کا وصال شریف دو ربیع الاول ہے (سیرت رسول عربی ص 188، بیان میلاد ص 8) اور علامہ شبلی کے نزدیک یکم ربیع الاول ہے اور شیخ عبداللہ نجدی کے نزدیک آٹھ ربیع الاول ہے۔ اور اعلحضرت کے نزدیک 13 ربیع الاول ہے (بیان میلاد ص 8) مفتی شفیع صاحب دیو بندی بھی لکھتے ہیں کہ 12 ربیع الاول کے حساب سے کسی طرح بھی یہ تاریخ وفات نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ بھی متفق علیہ اور

یقینی امر ہے کہ وفات دوشنبہ یعنی پیروار کو ہوئی ہے۔ اور یہ بھی یقینی امر ہے کہ آپ کا حج 9 ذی الحج بروز جمعہ کو ہوا اور اب ان دونوں باتوں کو ملانے سے 12 ربیع الاول دوشنبہ یعنی پیروار میں نہیں پڑتی اسی لئے حافظ ابن حجر نے شرح صحیح بخاری میں طویل بحث کے بعد تاریخ وفات دوسری 2 ربیع الاول کو صحیح قرار دیا ہے اور حافظ مغلطائی نے بھی دوسری تاریخ کو ترجیح دی ہے (حاشیہ سیرت خاتم الانبیاء ص 111، بیان میلاد ص 8)

دیوبندی حضرات کے حکیم تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی وفات شروع ربیع الاول بروز دوشنبہ کو ہوئی اور وفات پر ع کا نشان لگا کر حاشیہ میں لکھا ہے کہ تاریخ تحقیق نہیں ہوئی اور بارہویں جو مشہور ہے وہ حساب درست نہیں ہے۔ پس جمعہ کی نویں ذی الحجہ سے 12 ربیع الاول دوشنبہ یعنی پیروار کو کسی طرح نہیں ہوسکتی۔ (حاشیہ نشر الطیب ص 205، بیان میلاد ص 8)

دیوبندی حضرات کے مشہور و مستند مورخ مولوی شبلی نعمانی بھی یکم ربیع الاول کو یوم وفات قرار دیتے ہیں۔ (سیرت النبی ج 2 ص 160، بیان میلاد ص 8) اور شیخ عبداللہ نجدی 8 ربیع الاول کو یوم وفات لکھتے ہیں۔ (مختصر سیرۃ الرسول عبداللہ نجدی مطبوعہ جہلم، بیان میلاد ص 8)

لہذا 12 تاریخ کے ساتھ کوئی بھی متفق نہیں ہے اور اس مسئلہ میں مزید تحقیق کیلئے دیکھیں علامہ مفتی اشرف القادری کا رسالہ مبارکہ 12 ربیع الاول میلاد النبی یا وفات النبی ﷺ اور علامہ فیض احمد اویسی کا رسالہ عید میلاد کا جواز۔

حضرات گرامی اس کے متعلق مزید دیکھیں کہ حضور ﷺ آٹھویں ذی الحجہ کو جمعرات

کے دن منٰی میں تشریف لے گئے اور نویں ذی الحجہ کو جمعہ کے دن آپ عرفات میں تشریف لے گئے (سیرت مصطفیٰ ص420)

یعنی ثابت ہوا کہ نویں ذی الحجہ کو جمعہ کا دن تھا تو اب اگر نویں ذی الحجہ کو جمعہ کا دن تھا تو پھر دیکھیں کہ نویں ذی الحجہ سے ربیع الاول میں شروع پیروار کا دن کس تاریخ کو آتا ہے۔ کیونکہ آپ کا وصال شریف شروع ربیع الاول میں پیروار کو ہوا ہے۔ اور ہاں اس کے علاوہ یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ اگر ربیع الاول کے شروع یعنی پہلے پیروار کو بھی چھوڑ دیا جائے تو پھر بھی اس سے اگلا پیروار ۱۲ ربیع الاول کو ہرگز نہیں آتا اور اب اس کے متعلق آپ کے سامنے نقشہ پیش کیا جاتا ہے۔ اس لئے آپ خود حساب لگا کر دیکھ سکتے ہیں کہ نویں ذی الحجہ جمعہ کے دن سے 12 ربیع الاول کو شروع پیر کا دن ہرگز نہیں آتا جبکہ آپ کا وصال شریف پیر کے دن ہوا ہے۔

نقشہ

9 تاریخ کو جمعہ کا دن تھا

ذی الحج	محرم	صفر	ربیع الاول
9۔ جمعہ	1۔ جمعہ	1۔ ہفتہ	1۔ اتوار
10۔ ہفتہ	2۔ ہفتہ	2۔ اتوار	2۔ پیروار
11۔ اتوار	3۔ اتوار	3۔ پیروار	3۔ منگل
12۔ پیروار	4۔ پیروار	4۔ منگل	4۔ بدھ
13۔ منگل	5۔ منگل	5۔ بدھ	5۔ جمعرات
14۔ بدھ	6۔ بدھ	6۔ جمعرات	6۔ جمعہ
15۔ جمعرات	7۔ جمعرات	7۔ جمعہ	7۔ ہفتہ
16۔ جمعہ	8۔ جمعہ	8۔ ہفتہ	8۔ اتوار
17۔ ہفتہ	9۔ ہفتہ	9۔ اتوار	9۔ پیروار
18۔ اتوار	10۔ اتوار	10۔ پیروار	10۔ منگل
19۔ پیروار	11۔ پیروار	11۔ منگل	11۔ بدھ
20۔ منگل	12۔ منگل	12۔ بدھ	12۔ جمعرات
21۔ بدھ	13۔ بدھ	13۔ جمعرات	
22۔ جمعرات	14۔ جمعرات	14۔ جمعہ	
23۔ جمعہ	15۔ جمعہ	15۔ ہفتہ	
24۔ ہفتہ	16۔ ہفتہ	16۔ اتوار	
25۔ اتوار	17۔ اتوار	17۔ پیروار	
26۔ پیروار	18۔ پیروار	18۔ منگل	
27۔ منگل	19۔ منگل	19۔ بدھ	
28۔ بدھ	20۔ بدھ	20۔ جمعرات	
29۔ جمعرات	21۔ جمعرات	21۔ جمعہ	
	22۔ جمعہ	22۔ ہفتہ	
	23۔ ہفتہ	23۔ اتوار	
	24۔ اتوار	24۔ پیروار	
	25۔ پیروار	25۔ منگل	
	26۔ منگل	26۔ بدھ	
	27۔ بدھ	27۔ جمعرات	
	28۔ جمعرات	28۔ جمعہ	
	29۔ جمعہ	29۔ ہفتہ	

توحضرات گرامی دیکھیں اس حساب سے پہلا پیروار دو (2) ربیع الاول کو آتا ہے اور دوسرا پیروار نویں (9) تاریخ کو آتا ہے اور ہاں اگر ان تین مہینوں کے تیس تیس دنوں کا بھی حساب لگائیں تو پھر بھی 12 ربیع الاول کو پیروار کا دن ہرگز نہیں آتا جبکہ آپ کا وصال شریف پیروار کو ہوا ہے۔

سوال۔ جس دن حضور ﷺ کا میلاد ہے اسی دن وصال ہے لہذا اس دن خوشی نہیں منانا چاہیے۔

جواب۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ تمام دنوں سے افضل جمعہ کا دن ہے کیونکہ اس دن حضرت آدمؑ پیدا ہوئے اور اِسی دن فوت ہوئے۔(مشکوۃ باب الجمعہ) لہذا ثابت ہوا کہ جس دن ولادت ہو اور اگر اسی دن وصال بھی ہو تو وصال کی وجہ سے ولادت شریف کے فضائل وبرکات ختم نہیں ہوجاتے۔

سوال۔ یہ میلادالنبی منانا عیسائیوں اور ہندوؤں کی رسم اوران کے مشابہ ہے اس لئے میلادالنبی نہیں منانا چاہیے۔

جواب۔ جناب کفار سے ہرقسم کا تشبہ ممنوع اور حرام ہرگز نہیں ہے بلکہ وہ حرام ہے جوقرآن واحادیث کے خلاف ہو یا وہ کفار کا شعار ہو اور اس کی تفصیل کیلئے دیکھیں (شرح صحیح مسلم ج6،ص375) اوراس کے علاوہ دیکھیں کہ عیسائی ایک اللہ کو مانتے ہیں اور مسلمان بھی عیسائی اپنے نبی کا کلمہ پڑھتے ہیں مسلمان اپنے نبی کا عیسائی اپنے نبی کی خوشیاں مناتے ہیں مسلمان اپنے نبی کی عیسائی انجیل کو مانتے ہیں مسلمان قرآن کو عیسائی جنت دوزخ قبر قیامت اور ملائکہ کو مانتے ہیں اور مسلمان بھی ہندو سکھ عیسائی یہودی اپنے اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے

ہیں مسلمان اپنے کی کفار اپنے مذہبی تہوار اور خوشیاں مناتے ہیں اور مسلمان اپنے مذہبی تہوار اور خوشیاں مناتے ہیں اسی طرح موجودہ جنگی طور طریقے اور ایٹمی پروگرام جو کفار کے ہیں وہی مسلمانوں کے ہیں اسی طرح کھانا پانی جوتی کپڑے کوٹ پتلون ٹائی ہیلمٹ کار بس ٹرین ہوائی جہاز موبائل کا استعمال۔ اسی طرح حضور ﷺ کا جنگ خندق کے وقت خندق کھودنا اور خط پر مہر لگانا کفار کا طریقہ تھا مشرکین شلوار اور ٹوپی پہنتے تھے۔ سکھ پگڑی باندھتے ہیں اور مسلمان بھی شلوار ٹوپی اور پگڑی استعمال کرتے ہیں یہودی عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے ان کو دیکھ کر حضور ﷺ نے بھی عاشورہ کا روزہ رکھا اور کفار کی طرف سے آئے ہوئے کپڑے خود حضور ﷺ نے بھی استعمال فرمائے اور صحابہ کرام میں بھی تقسیم فرمائے۔ (شرح صحیح مسلم ج 6 ص 374۔ شرح صحیح مسلم ج 2 ص 557)

☆ دیکھیں اہلحدیث نے اپنے مولوی علامہ احسان الٰہی ظہیر اور علامہ یزدانی کے بم دھماکہ سے فوت ہونے پر بھوک ہڑتال کے ساتھ احتجاج کیا جو کہ ہندوؤں کی رسم طریقہ اور ان سے مشابہت ہے کہ جس کا بانی گاندھی تھا (جشن میلاد النبی ناجائز کیوں ص 33)

تو جناب اگر آپ کو حضور ﷺ کی آمد پر خوشی منانے میں عیسائیوں اور ہندوؤں کی رسم نظر آ گئی تو کیا وجہ ہے کہ ان مذکورشدہ چیزوں میں عیسائیوں اور ہندوؤں کی رسم اور مشابہت نظر نہ آئی آخر کیوں۔

سوال۔ یہ میلاد النبی کا جلوس ناجائز اور حرام ہے اس لئے نہیں نکالنا چاہیے۔

جواب۔ حضرات گرامی دیکھیں تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران گوجرانوالہ میں

مدارس اہلحدیث کی طرف سے خواتین کے جلوس نکلے 30 مارچ 1977ء کے روز مفتی محمود کی زیر صدارت قومی اتحاد کا فیصلہ تھا کہ آج خواتین کا جلوس نکالا جائے گا تو سوا تین بجے جلوس نکالا گیا اور جلوس میں سب سے آگے بیگم ابوالاعلی مودودی تھیں۔ (جشن میلاد النبی ناجائز کیوں ص29 از مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب)

☆ اہلحدیث کے بم دھماکہ سے فوت شدہ علامہ احسان الٰہی ظہیر اور علامہ حبیب الرحمٰن یزدانی صاحب کی یاد میں اہلحدیث یوتھ فورس گوجرانوالہ کے زیر اہتمام عید الفطر اور عید الاضحیٰ یعنی دونوں عیدوں کے موقع پر جلوس نکالا گیا۔ (جشن میلاد النبی ناجائز کیوں ص33)

تو جناب اگر ان کے مولویوں کی یاد میں جلوس نکالنا جائز ہے تو حضور ﷺ کی یاد میں جلوس نکالنا کیوں جائز نہیں۔

8 اگست 1986 بروز جمعہ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے مولوی معین الدین لکھوی اور جمعیت کے ناظم اعلیٰ میاں فضل حق ایک روزہ دورہ پر گوجرانوالہ پہنچے تو ان کا شاندار استقبال کیا گیا اور پھر ان کو جلوس کی شکل میں جامع مسجد مکرم ماڈل ٹاؤن لایا گیا اور راستہ میں شیرانوالہ باغ کے قریب ان کو اکیس 21 گولوں کی سلامی دی گئی۔ اور شرکاء اجلاس نے پاکستان کے قومی پرچم اور جمعیت اہلحدیث کے جھنڈے اُٹھائے ہوئے تھے اور پھر نماز جمعہ کے بعد جمعیت شبان اہلحدیث نے مسجد مکرم سے شریعت بل کی حمایت میں ایک جلوس نکالا۔ (جشن میلاد النبی ناجائز کیوں ص26) علامہ احسان الٰہی ظہیر کی قیادت میں جمعیت اہلحدیث نے 18 اپریل 1986ء بروز جمعہ موچی دروازہ لاہور میں ایک بہت بڑا جلسہ کیا جس میں لوگ جلوسوں کی صورت میں جھنڈوں کے ساتھ

جلسہ گاہ میں حاضر ہوئے۔ (جشن میلاد النبی ناجائز کیوں ص 25)

☆ 14 اگست 1988ء بروز جمعہ کامونکی میں یوم احتجاج منایا گیا اور نماز جمعہ کے بعد اہلحدیث کی مساجد سے لوگ جلوسوں کی شکل میں مرکزی جامع مسجد اہلحدیث پہنچے اور پھر یہاں سے ایک بہت بڑا جلوس علامہ یزدانی کی قبر پر گیا اور فاتحہ خوانی کی (جشن میلاد النبی ناجائز کیوں ص 44)۔

☆ ایک روز اعلان کیا گیا کہ 14 اگست کو جامع مسجد محمدیہ چوک اہلحدیث سے نماز جمعہ کے بعد احتجاجی جلوس نکالا جائے گا۔ (جشن میلاد النبی ناجائز کیوں ص 36)

☆ 23 مارچ 1987ء کو بم دھماکہ میں فوت ہونے والے علامہ احسان الٰہی ظہیر اور علامہ حبیب الرحمٰن یزدانی کی یاد میں شہدائے اہلحدیث کانفرنس کے وقت قلعہ لچھمن سنگھ سے لے کر آزادی چوک تک جلوس نکالا گیا۔

(جشن میلاد النبی ناجائز کیوں ص 46)

☆ ایک دفعہ دیوبندی حضرات نے بڑی دھوم دھام کے ساتھ یوم صدیق اکبر منایا اور کئی مقامات پر جلوس بھی نکالے اور اس کے علاوہ رحیم یار خاں اور صادق آباد میں بھی دیوبندی انجمن سپاہ صحابہ نے یوم صدیق پر بڑے اہتمام کے ساتھ جلوس نکالا اور اس کے علاوہ یکم محرم 1412ھ کو دیوبندی انجمن سپاہ صحابہ نے ملک بھر میں یوم فاروق اعظم منایا اور جلوس بھی نکالا۔

(جشن میلاد النبی ناجائز کیوں ص 23)

☆ لشکر جیش محمد کے سربراہ جناب مسعود اظہر صاحب جو کہ ہندوستان میں گرفتار تھے جب پاکستان آئے تو اس خوشی میں ایک بہت بڑا جلوس کاروں بسوں پر جھنڈوں سمیت گوجرانوالہ پہنچا۔ (میلاد النبی ص 105)

☆ مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے 2019ء میں عمران خاں کی حکومت

کے خلاف آزادی مارچ کے سلسلہ میں کاروں بسوں پر ایک مخصوص رنگ کے جھنڈوں سمیت ایک بہت بڑا جلوس نکلا جس میں تمام سیاسی پارٹیاں بھی شامل تھیں اور یہ جلوس کراچی سے اسلام آباد پہنچا کیوں جناب تمہارے مولویوں کے یہ سب سیاسی اور دنیاوی جلوس تو جائز ہیں اور حضور ﷺ کی آمد کی خوشی کا جلوس ناجائز آخر کیوں اور کس دلیل سے کیا اس لئے کہ یہ حضور کی آمد کی خوشی میں نکالا گیا ہے حالانکہ خود حضور ﷺ ہجرت کے وقت جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو جھنڈے اور جلوس کے ساتھ تشریف لائے۔ (سیرت رسول عربی ص 79، سیرت مصطفٰے ص 139)

سوال۔ یہ سُنی ہر سال میلاد النبی کا دن مناتے ہیں جو کہ جائز نہیں۔

جواب۔ جناب اگر سنی میلاد النبی کا دن مناتے ہیں تو کیا ہوا دیکھیں خود اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی بھی دن منانے کے قائل ہیں مثلاً دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان میں جس رات کو قرآن مجید نازل فرمایا اللہ تعالی نے اسے ہزار مہینے سے بہتر قرار دے کر منایا اور قیامت تک اسے یہ فضیلت عطا فرمادی گئی۔

☆ اور جس دن اللہ تعالی نے حضرت آدمؑ کو پیدا فرمایا تو اللہ تعالی نے اسے عید کا دن قرار دے کر منایا اور اسے بھی قیامت تک یہ فضیلت عطا فرمادی۔

☆ اور جس دن اللہ تعالی نے حضرت موسیٰؑ اور آپ کی قوم کو فرعون سے نجات دی تو انہوں نے روزہ رکھ کر اسے منایا۔

☆ اور جس دن اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں پر کھانا نازل فرمایا۔ تو انہوں نے اسے عید کا دن قرار دے کر منایا اور یاد رہے کہ عیسائیوں کا بڑا دن اسی کی یادگار ہے۔

☆ اور جس دن حضور ﷺ پیدا ہوئے تو حضور ﷺ نے اسے روزہ رکھ کر منایا۔ تو حضرات گرامی دیکھیں کہ جس رات اللہ تعالی قرآن نازل فرمائے تو اسے ہزار مہینوں

سے بہتر قرار فرمائے اور جس دن اللہ تعالیٰ عیسائیوں کو کھانا عطا فرمائے تو اس دن یہ عید منائیں اور جس دن اللہ تعالیٰ یہودیوں کو فرعون سے نجات عطا فرمائے تو اس دن یہ روزہ رکھیں اور عید منائیں اور جس دن اللہ تعالیٰ حضرت آدمؑ کو پیدا فرمائے تو اللہ تعالیٰ اس دن کو عید قرار فرمائے تو کتنے افسوس کی بات ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا محبوب اور پیارا رسول عطا فرمائے تو ہم کچھ نہ منائیں اور اگر منائیں تو کافر اور مشرک ہو جائیں حالانکہ حضرت موسیٰؑ کو فرعون سے نجات ملنا اور حضرت عیسیٰؑ کے کروڑوں آسمانی کھانے ایک طرف اور حضور ﷺ کی ذاتِ کریمہ ایک طرف جو کہ ہم جیسے گنہگاروں کیلئے اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بڑا سہارا اور رحمت ہے اور قیامت کے دن ہماری شفاعت فرمانے والے ہیں اور یاد رہے کہ حضور ﷺ کی ولادت شریف پر سب کو خوشی ہوئی اور شیطان کو دکھ ہوا بلکہ رو پڑا اور سر میں مٹی ڈالنے لگا اور کہنے لگا کہ یہ کیا ہوا آخری نبی پیدا ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور بخششوں کے دروازے کھل گئے (دعوت انصاف ص 42) اور ایک عقلمند کیلئے اشارہ ہی کافی ہے۔

﴿خلاصہ﴾

حضرات گرامی یہ ہے جماعتِ اہلسنت کا میلاد النبی پر خوشیاں منانا جسے ہم نے قرآن واحادیث سے جائز ثابت کیا ہے۔ اور پھر اس پر ہونے والے چند ایک اعتراضات کے جوابات بھی پیش کئے ہیں۔ جس سے اس مسئلے کا جواز نکھر کر سامنے آ گیا ہے۔

(تمت بالخیر)

مصنف کی دیگر تصانیف

- حاضر و ناظر محبوب
- ختم کا ثبوت (قرآن واحادیث سے)
- علم غیب کا ثبوت (قرآن واحادیث سے)
- میلادُ النبیؐ کا ثبوت (قرآن واحادیث سے)
- اذان کے وقت صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا ثبوت
- مرد اور عورت کی نماز میں کیا فرق ہے
- توجہ کا ثبوت
- تقلید کی ضرورت
- تذکرہ غازی علم دین شہیدؒ اور عامر چیمہ شہیدؒ